

سالانہ قیمت تین روپیہ اٹھ آنہ (۳؍۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
مینومنزل وارث روڈ۔ لاہور
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینیجر

جملہ خط وکتابت وترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔ اور مضامین واشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرماکر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۲۴ء	نمبر ۳۶

مذہب اور سائنس
فضیلتِ مذہبِ آلٰہی
نمبر ہفتم

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ منشی فاضل لودیانوی)

الغرض نامور علمائے علوم تجربیہ (سائنس) کے اقوال ہی سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ محققین بلکہ مدققین نیچر کو اس پر ہرگز ہرگز کلی دسترس اور عبور حاصل نہیں ہوا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے جقیقت یہ ہے کہ سائنس کے روز افزوں معلومات صرف اسی قدر سمجھاتے ہیں کہ کائنات کا کارخانہ کس طرح چل رہا ہے؟ اس کے سمجھنے کے واسطے آج ایک تھیوری قائم ہوتی ہے۔ کل دوسری۔ پرسوں تیسری۔ اسی طرح معلومات انسانی ترقی کرتے جاتے ہیں لیکن یہ انکشافات اُن معلومات کے سامنے جن کو خاص مذہب نے سمجھایا ہے بالکل سطحی معلوم ہوتے ہیں۔ مذہب نے جن اسرار کی عقدہ کشائی کی ہے وہ لاریب صحیح ہیں۔ اُن میں غلطی کا احتمال ہی نہیں ہے۔ لیکن سائنس نے انہیں اسرار کو ایک مدت مدید کی کاوش و کاہش سے سمجھایا بھی تو اس طرح کہ ع **معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد**۔

وہ معلومات کیا ہیں؟ یہ کہ یہ کارخانہ عبث نہیں ہے اور چونکہ ہم بھی اس کارخانہ کے ایک جزو ہیں اس لئے نہ عبث پیدا ہوتے ہیں نہ عبث مرتے ہیں۔ اس تحقیق کے درپے ہونا کہ کائنات کا کارخانہ کس طرح چل رہا ہے صرف محدود موجودہ زندگی تک مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ معلوم کرنا کہ یہ کارخانہ کیوں چل رہا ہے ہم کیا ہیں؟ کہاں سے آگئے؟ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ہماری اوّلین حالت کیسی تھی؟ پھر کیا ہو گئی؟ ہماری بگڑی ہوئی انسانیت کیسے سدھر سکتی ہے؟ چونکہ ہم اخلاقی ہستی رکھتے ہیں۔ اس لئے جوابدہ مخلوق ہیں اور اپنے افعال واعمال میں آزاد خود مختار ہیں۔ خدا ہمارا خالق ہے۔ اُس کا اور ہمارا باہمی رشتہ کیا ہے؟ وغیرہ حقیقت میں ایسا ہے جس پر ہماری ابدی زندگی اور ابدی ہلاکت کا انحصار ہے اور یہی مذہب کا اصل **کارنامہ** ہے۔

القصہ ان تمام امورات میں سائنس کی شبکی ظاہر ہے۔ مندرجہ فلاسفرین نے

(۱) **جان سٹوارٹ مل** جو یورپ میں طبقۂ متاخرین میں سے بڑے گردن فراز
(۲) **ہیوم** محقق گنے جاتے ہیں اور جنکی تصنیفات سے غزور
(۳) **ٹنڈل** فرعونی ٹپکتا رہا ہے حیوانات۔ نباتات اور جمادات کی خوب
(۴) **ڈاروِن** تحقیق کی۔ مگر آلٰہی فلاسفرین کی مانند اُس وجودِ امجد کی نسبت
(۵) **ہکسلی** جس کی شان میں عرفتہ ربی بہ فسخ العزائم نہایاں
(۶) **ارنسٹ ہیکل** ہے۔ ایک حرف بھی نہ لکھا اور وہ مادیات سے مراحل باطنی
(۷) **وغیرہم** وروحانی کے کنارے پر کبھی نہ آئے۔ پس اُن کا یہی

دین تھا اور یہی **مذہب**۔ ایسے مادہ پرست فلاسفرین پر سخت تر از سخت افسوس ہے بات یہ ہے کہ اگر ہمارے تصورات۔ مگر بالتصدیق تصورات۔ نہ کہ صرف تصورات پرورد گار چندین ہزار عالم کے نظامِ غیرمادی (روحانی) کی نسبت اس قدر وسیع ہو جائیں جس قدر کہ علومِ جدیدہ نے ہماری تنظرین عالمِ مادی کے بارے میں کشادہ کردی ہیں۔ تو کتب مقدسہ کے بیان عقلاً بھی سمجھ میں آجائیں۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا

چاہیے کہ سائنس یعنے علوم جدیدہ کے ذریعہ نظامِ روحانی کا سراز رشتہ کُھل جاتا ہو۔ کیونکہ وہ تو **الہامِ الٰہی** کی مدد کے بغیر سمجھ میں ہرگز نہیں آسکتا۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہو کہ جس طرح عالمِ مادی کے جاننے میں ہماری آنکھیں چار ہو گئی ہیں اسی طرح عالمِ غیر مادی (اَن سین یونیورس) کے جاننے میں بھی ہماری آنکھیں چار ہو جائیں جو کہ روحانی طور سے سمجھی جاتی ہیں۔

ناظرین باتمکین اب غور کا مقام ہو کہ سائنس نے ہزارہا سال کی کاوشوں اور سعیِ بلیغ اور جدوجہد سے مادی عالم کے متعلق کرمکِ شب تاب کے برابر بھی ابھی تک روشنی بہم نہیں پہنچائی۔ اور سائنس کے کل بنیادی اصول ابھی پردۂ اخفا میں پنہاں ہیں۔ اور انسان کی محدود اور ناکامل عقل سے بلند و بالا ہیں۔ لیکن برعکس اس کے کُتبِ مُقدسہ کی اسی **روحانی تعلیم** نے انسان کی روحانی حالتوں کو رفتہ رفتہ اور آہستہ آہستہ بالکل بدل دیا ہے۔ اور خود کبھی غلطی کے گڑھے میں نہ گری اور نہ اوروں کو گرنے دیا۔ ہاں جہاں کہیں ملک کی خوش قسمتی کی وجہ سے اس کی رسائی ہوئی اور جہاں کہیں اب بھی ملک کی بدنصیبی سے اس کی رسائی نہیں ہوئی وہاں دونوں حالتوں کو یعنی موجودہ دینی اور دنیوی حالتوں کو اُس کی پہلی اور سابقہ حالتوں کے ساتھ باہم **مقابلہ** کرنا چاہیے پھر صحیح بلکہ **اصح نتیجہ** نکلیگا۔ کہ اُس کی رسائی نے اُس کو کس درجہ تک خیر اور اقبالمندی پہنچائی اگر مختلف جزائر کی آبادیوں اور بعض حصص افریقہ کی حالت کا مقابلہ مہذب ملکوں میں سے کسی ملک کیساتھ کیا جائے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ سائنس نے مہذب ملکوں کو اہلِ ثروت اور نرا دنیوی مزاج انسان بنا دیا ہے اور اُن میں جذبہ سبعی نمایاں ہو گیا ہے اور کُتبِ مقدسہ نے اُن جزیروں کے خونخوار باشندوں اور افریقہ کے پرلے درجہ کے وحشی لوگوں کو اُن کی نہایت ہی پست وزبوں حالت زشت عادات سے آزاد کر کے پرلے درجہ کا خدا پرست دیندار، نیکوکار اور رحم دل بنا دیا ہے۔

اب ظاہر ہلکہ ثابت ہو کہ روحِ انسانی عرفانی اور روحانی بھلائی سب بھلائیوں سے **افضل** ہے۔ پس ہر طرح سے کتبِ مقدسہ ہی کو بےمثل **شرف** حاصل ہو۔ نہ کہ علومِ جدیدہ کو جس پر بعض اشخاص اپنی نادانی سے پُھولے نہیں سماتے اور حد سے زیادہ فخر و ناز کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کلامِ الٰہی کی تعلیمات میں شروع سے آجتک ذرا بھی تغیر و تبدل نہ ہُوا۔ اس کی تعلیمات وہی ہیں جو اس کے نزول اور ورُود کے وقت تھیں۔ باوجودیکہ ہزاروں سال گذر گئے تو بھی اس کی تعلیمات آج اور کل دوسری نہ ہوئیں اور نہ آئیندہ کبھی ہونگی۔

لیکن علومِ جدیدہ ایک سال فتوے دیتے ہیں کہ نیچر ہی خدا ہو۔ دوسرے برس حکم لگاتے ہیں کہ خدا ایک الگ وجود رکھتی ہے اور نیچر اس کے افعال ہیں اب ظاہر ہے کہ تغیر پذیر کو لاتغیر و لاتبدیل کے ساتھ نسبت ہی کیا ہو؟

اب اگر کُتبِ مقدسہ کے ساتھ علومِ جدیدہ کو تطبیق دی جائے تو گویا ان علوم پر بے حد احسان کرنا ہے۔ یا یوں سمجھیں کہ **اہرمن کو فرشتہ** کے ساتھ ایک شاہانہ تخت پر بٹھانا ہے۔ ورنہ کہاں ایجادِ انسانِ خاکی نسیان اور کہاں ایجادِ ازلی و ابدی قادرِ مطلق ہمہ دان ہمہ بین۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ وجود کی جس کی ابد الآباد تمجید و تحمید ہُوا کرے۔ آمین ثم آمین۔

نور افشاں آپ کی خدمت سرگرمی سے کر رہا ہو

آپ بھی مہربانی فرما کر سرگرمی سے خریدار دیں	قطرۂ خونِ جگر سے کی تواضع خلق کی سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھدیا

جوانا مرگ موت آیوی ازیبلا ہو

نوحہ وفاتِ حسرت آیات نورِ چشمی آیوی ازیبلا ۱۱ اگست ۱۹۲۴ء

(از قلم رنجیدہ دل باپ)

سن ولادت ۵ نومبر ۱۹۰۲ء سن وفات ۱۱ اگست ۱۹۲۴ء

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہو جو بن کِھلے مرجھا گئے

آج محرم کی دسویں تاریخ ہے۔ شہادت کا دن ہے۔ ہر مسلم امامین کے رنج و غم میں مبتلا ہے گریہ و زاری ہے۔ اُن کے ماتم سے کلیجے جل جاتے ہیں۔ معلوم نہ تھا کہ یہ محرم ہمارے لئے بھی موجبِ رنج و الم ثابت ہوگا وہ یا حسین یا حسین پکارینگے اور ہم ہائے پیاری ایوی کا ماتم کرینگے اور وہ اپنے تعزیوں کو تہ خاک کرینگے۔ اور ہم اپنی پیاری بیٹی ایوی کے لاشہ کو سپرد خاک کر کے تسلی پائینگے

لحد پہ اُن کی پڑا بوجھ سینکڑوں من کا
جنکی نہ ہوتی سہی کسی سے ناز برداری

صاحبو! یہ دنیائے دوں ہو۔ عبرت و دید کی جا ہے۔ گرما گرم آمد و رفت کا بازار ہو۔ ہر ایک اپنے اپنے کام میں معروف۔ اسی طرح سے قضا بھی معروف در پے فنا ہے۔ معاملات قضا و قدر سے ہر ایک ناچار ہے۔ یہی مسئلہ جبر و اختیار ہے۔ کسی کو کسی کی موت سے کیا واسطہ۔ کوئی کسی کا شریکِ رنج کیوں ہو۔ اگر ہو تو وہ ہو جو آشنائے رنج ہو۔ یا جس نے یہ مزا چکھا ہو۔ بقول ذوق مرحوم

دنیا اک زال بیسوا ہے
بے مہر و وفا و بے حیا ہے
مردوں کی یہ زن ہے رہزن
دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن
رہتی نہیں ایک جا پہ جم کر
پھرتی ہے بزنگ زن گھر گھر

(راقم) رنجیدہ منصور

نور افشاں

مطبوعہ ۵ ستمبر ۱۹۲۴ء

اخباری دنیا

شکر کا مقام ہے کہ یورپ کی بدامنی کی گتھی سالہا سال کی کوشش کے بعد آخرکار سُلجھائی گئی۔ لندن کانفرنس کی کوشش سے یورپ نے پھر امن و سلامتی کا کنارہ اکیڑ لیا ہے۔ جرمن گورنمنٹ نے دول متحدہ کی تجاویز کو منظور کر لیا۔ امید کی جاتی ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے دنیا پھر جنگ و جدل کے شعلوں سے محفوظ رہیگی۔

اس بات کو ایک عالم جانتا ہے کہ دنیا کا امن اور اس کی سلامتی کی باگ ڈور اہلِ یورپ کے ہاتھ میں ہے خدا نے یورپ کے عالمگیر جنگ کی چار سالہ خونریزی سے اہلِ یورپ کو عبرت ناک سبق پڑھائے ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب یورپ کے میگوین کو جلدی آگ نہ لگیگی۔ درحقیقت یہ ہے کہ یورپ کی آنے والی جنگ کا وقت و زمانہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ تو بھی اہلِ دنیا کو جس قدر جنگ و جدل سے امن نصیب ہو غنیمت ہے۔

اگرچہ آجکل دنیا میں امن ہے تو بھی مراکو اور سوڈان میں بدامنی کی نمایش ہو رہی ہے۔ بلقان میں پھر باہمی دشمنی کی نمایش ہے۔ ملک چین میں خانہ جنگی کی سخت تیاریاں ظاہر ہیں۔ مشرقی عمان پر وہابی حملہ کرکے شکست کھا چکے ہیں۔ یہ گذشتہ جنگ کے بچے بچے جھگڑے ہیں جو رفتہ رفتہ مٹینگے۔

ہندوستان میں بنگال سوراجیہ پارٹی کی تازہ کامیابی نے جو اسے بنگال کونسل میں ہوئی اہل وطن کو کچھ نیا اشتعال دیدیا ہے۔ ہوم رول سکیم کا تو بلاشک جنازہ نکال دیا۔ پر اس سے کمزوری اور نقصانات اہلِ بنگال کے حصہ میں چلے گئے۔ اور گورنمنٹ بنگال کے ہاتھ زیادہ اختیار و اقتدار آگیا۔ بات جہاں تھی وہیں کی وہیں رہ گئی۔ چھری خربوزے پر گرے تو خربوزے کی آفت اور خربوزہ چھری پر گرے تو خربوزے کی شامت۔ سوراجیہ پارٹی کی فتح نے ایک اور عذر بنا دیا کہ ہندوستانی ہوم رول کے قابل نہیں ہیں۔ مزید برآں وزراء کی تنخواہوں کا انکار کرکے ہندو مسلم اتحاد کو جو پہلے ہی برائے نام تھا ایک اور صدمہ پہنچا دیا۔

چرخہ کاتنے پر ہمارے لیڈروں نے بڑا زور دیا ہے جو ایک حد تک درست و بجا ہے۔ اس سے یہ بات ملحوظ خاطر ہے کہ کھدر اس قدر تیار کیا جائے کہ ملک کے تمام باشندوں کی ضرورت پوری ہو سکے۔ دو تین سال سے کھدر تیار ہو رہا ہے لیکن اہلِ وطن کھدر پوش نہیں ہیں کھدر کے بزازوں کی دوکانیں اٹی پڑی ہیں کوئی لیتا نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے بزاز کھدر کو ولائتی ململ کے بھاؤ بیچتے ہیں۔ کھاتے پیتے سرگرم عدم تعاونی تو ضرور خرید لیتے ہیں لیکن باقی اہلِ وطن اسے خرید نہیں سکتے۔ ہمارے خیال میں کھدر فروش بزازوں نے کھدر پوشی کے جذبات کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اس قدر ہمارے لیڈروں نے نفع نہیں پہنچایا۔

جنوبی ہند کے مصیبت زدوں کی نسبت عموماً اور مسیحیوں کی بابت خصوصاً پھر یاد دلائی جاتی ہے کہ وہ ناظرینِ نور افشاں کی ہمدردی کے سخت محتاج ہیں۔ انکی امداد کا یہ وقت ہے۔ کریم النفس دوستوں سے التماس ہے کہ ان کی سرد آہوں اور جانکاہیوں کو نہ بھولیں جو اپنا سب کچھ طوفان کی نذر کرکے صرف اپنی جانیں بچا سکے ہیں۔

ناظرین یہ سُنکر خوش ہونگے کہ ویمبلی کی نمایشگاہ واقع انگلینڈ میں ایک مذہبی کانفرنس ہوگی جو سرکار انگریزی کی آبادی کے مذاہب پر محدود ہوگی۔ ہندو مذہب اور اسلام اور احمدیت کے نمائیندوں کو خوب موقع ہوگا کہ وہ اپنے اپنے مذہب و عقائد کی نمائندگی کریں۔ یہ کانفرنس ستمبر کی ۲۲ تاریخ سے اکتوبر ۳ تک رہیگی۔ مسیحیت پر کوئی لیکچر نہ ہوگا۔ اس سے احمدی اصحاب کہیں یہ نتیجہ نکال لیں کہ انگلینڈ مسیحیت کو چھوڑ بیٹھا ہے۔

ہم اسی نمبر میں مسٹر موسیٰ خاں کا ایک پر لطف مضمون "پولیٹیکل دھرم" کے عنوان کا شروع کرتے ہیں۔ چونکہ مضمون طویل ہے اسلئے اسے چند اشاعتوں میں شائع کرینگے اس مضمون سے یہ حقیقت ظاہر کی جائیگی کہ ہندو دھرم ایک پولیٹیکل دھرم ہے جس میں دھرم کے لکشن نہیں پائے جاتے ہیں ہندو اصحاب کی جملہ کوششیں جو ہمارے زمانہ میں ہو رہی ہیں۔ پولیٹیکل دھرم کے اوصاف و خواص رکھتی ہیں اس نمبر میں پولیٹیکل دھرم کی تمہید پر کفایت کرتے ہیں۔

پیشتر کسی نمبر میں ہم حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے ایک مضمون پر جو "بیوہ طفل انسانی" کے عنوان سے پیغام صلح میں نکلا تھا ایک نوٹ حوالہ قلم کر چکے ہیں جس میں ہم نے حضرت مولنا مولوی سلطان محمد صاحب سے درخواست کی تھی کہ آپ اس کا جواب تحریر فرما کر امیر جماعت احمدیہ کی غلط بیانی کی اصلاح فرمائیں۔ ہم حضرت مولنا مولوی سلطان محمد صاحب کے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے جواب بیت ناچیز کی فوراً لکھ کر روانہ فرما دیا جسے ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ جواب پادری صاحب کی وسیع معلومات اور فاضلانہ ادائیگی کا نمونہ ہے۔

انجمن حمایت اسلام لاہور نے آیندہ سال کے اخراجات تبلیغ اسلام کے لئے ۵ لاکھ روپیہ کا بجٹ پاس کیا ہے۔

پولٹیکل دھرم

مذہب ایک روحانی زندگی کا نام ہے۔ جب تک کوئی شخص کسی مذہبی عقیدہ پر دل سے یقین نہیں رکھتا وہ خدا کے نزدیک مذہبی آدمی ہو نہیں سکتا۔ ایسے انسانوں کی گنتی حساب سے باہر ہے۔ جو دل سے نہیں مگر ظاہرداری سے اعلا درجہ کے مذہبی آدمی نظر آتے ہیں۔ مگر چونکہ عقائد کا واسطہ دل سے ہے اور دل کی کیفیت سوائے خدا کے کسی پر ظاہر نہیں۔ انسان اگر کسی شے کا اندازہ کر سکتا ہے تو وہ مرئیات محسوسات کی بنا پر ہی کر سکتا ہے۔ اہل ہنود کے دلی عقائد و روحانی کوائف کچھ ہی ہوں۔ اُن سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ جیسے ذرا بھی ہندو مذہب سے واقفیت ہو اور نہ ہی کوئی شخص ہندوستان میں آج ایسا پایا جاتا ہے جسے کم وبیش واقفیت نہ ہو۔ وہ ایک موٹی بات سے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ ہندو کون ہو۔ اسکی سمجھ و تجربہ میں ہندو وہ ہے جو خواہ خود حد درجہ کا میلا کچیلا اور اخلاقی طور پر نہایت ہی ادنیٰ پایہ کا ہو۔ مگر ستھرے سے ستھرے اور نیک سے نیک غیر ہندو کے ہاتھ سے بیکر نہ کوئی چیز کھائے اور نہ اُسے اپنے کھانے پینے کی چیزوں کے نزدیک جانے دے۔

یہ سب سے موٹی عام فہم اور سب کے تجربہ روزمرہ کی بات ہو۔ مگر دوسری جانب ہم ایک بڑا قیامت خیز شور وغوغا سنتے ہیں کہ ہندو لوگ اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملا رہے ہیں اور اُن کو اپنے کنوؤں پر چڑھا رہے ہیں جس سے ہر ایک شخص حیرت زدہ ہو کر سوچتا اور پوچھتا ہے کہ جو بات سب سے بڑی ہندو دھرم میں تھی۔ اب اُسے ہندوؤں نے سب سے پہلے پُرانے چیتھڑے کی طرح اُتار کر پھینک دیا ہے۔ تو اس کا مطلب کیا ہو؟ اچھوتوں کو ساتھ ملانے کے کیا معنے ہیں!

خان

ھبوط نسل انسانی

پر

تقدس مآب مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ کے خیالات

اور

حضرت مولینا مولوی پادری سلطان محمد خانصاحب افغان کی تصحیحات

وعصیٰ آدم ربہ فغوی ؕطہٰ

آدم نے اپنے رب کا گناہ کیا پس وہ گمراہ ہو گئے

اس میں کچھ شک نہیں کہ مولوی صاحب مشار الیہ نے اُس مکالمہ کے جواب میں یہ مضمون تحریر فرمایا ہے جو کہ ترین اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے مسلم مشنری کے درمیان اُن کے دولت خانہ میں جاری ہوا تھا اور جسکو اخوی ام موسٹی خاں صاحب نے نور افشاں کی وساطت سے شائع کیا ہے۔

ھبوط نسل انسانی کا مضمون **پیغام صلح** میں دیکھ کر جس قدر مسرت مجھ کو حاصل ہوئی ہو اس کا اندازہ میں ہی کر سکتا ہوں۔ بجا یہ کچھ کم باعث تشکر و امتنان ہے کہ میرے اور خواجہ صاحب کے درمیان جو مکالمہ **نسل انسانی کے ہبوط** پر ہوا تھا بے اثر ثابت نہ ہوا بلکہ برکانی مواد کی طرح اندر ہی اندر اثر کرتا رہا اور بالآخر **پیغام صلح** کے اوراق میں پھوٹ نکلا۔ اب خدا کے فضل وکرم سے امید واثق ہے کہ آئندہ کے لئے اس مسئلہ کا تصفیہ کم از کم ہماری اور تقدس مآب کی جماعت کے درمیان ہو جائیگا اور ہم دونوں بچھڑے ہوئے بھائی پھر ملینگے۔

بہرحال آپ اپنے مضمون کو ان الفاظ کے ساتھ ابتدا کرتے ہیں: "**اسلام کے عظیم الشان پیغاموں میں سے ایک پیغام انسان کی پیدائشی معصومیت کو قائم کرنا تھا**۔" اور دلیل کے طور پر قرآن مجید کی اس آیت کو آپ پیش کرتے ہیں۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ط ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون اور اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں "اللہ کی بنائی ہوئی فطرت پر قائم رہو جس پر اُس نے لوگوں کو اصلی حالت میں پیدا کیا ہو۔ اللہ کی پیدا کی ہوئی حالت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ یہ مضبوط دین ہو۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

آیت افوق کے ترجمہ میں تین باتیں غور طلب ہیں۔ یعنے۔

(۱) کیا اس آیت میں کوئی ایسا لفظ یا جملہ ہو جو انسان کی پیدائشی معصومیت کو قائم کرتا ہے۔

(۲) فطرت کے کیا معنے ہیں۔

(۳) کیا خدا نے لوگوں کو (از روی اسلام) اصل صحیح حالت میں پیدا کیا ہو۔

(۱) امر اول کے متعلق صرف یہ کہنا کافی ہے کہ اس آیت میں نہ تو کوئی ایسا لفظ ہو اور نہ کوئی ایسا جملہ جو **انسان کی پیدائشی معصومیت کو قائم** یا ثابت کرتا ہو۔ بلکہ اس آیت کے سیاق وسباق سے بھی یہ دعوے ثابت نہیں ہو سکتا ہو۔ چنانچہ خود آپ ہی کے ترجمہ میں بھی اس قسم کی کوئی عبارت نہیں ہو۔

(۲) **فطرت** کی تشریح کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فطرت اسلام ہو اور پھر فرمایا کہ ہر ایک انسان کا بچہ اسی فطرت کی حالت پر یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بناتے ہیں۔"

تقدس مآب نے جس حدیث کا ادھورا ترجمہ کیا ہے وہ بخاری کی حدیث ہو جس کا ترجمہ اور حوالہ آپ نے اپنی انگریزی تفسیر القرآن کی سورۃ الروم میں بھی دیا ہے۔ اگر میں اصل حدیث کو یہاں نقل کروں تو آپ یہ دیکھکر



تعجب کرینگے کہ آنحضرت صلعم نے ہرگز ہرگز یہ نہیں کہا کہ "فطرت اسلام ہے" بلکہ یہ امام بخاری کی ذاتی تفسیر ہے جو آنحضرت کی حدیث سے سراسر بے تعلق ہے۔ بہرحال وہ حدیث یہ ہے۔

حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا یونس عن الزہری قال اخبرنی ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن ان ابا ہریرۃ قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج البہیمۃ بہیمۃ جمعاء ہل تحسون فیہا من جدعاء ثم یقول فطرۃ الله التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق الله ذالک الدین القیم

ترجمہ۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور اس کے ماں باپ اسکو یہودی یا عیسائی یا مجوسی کرتے ہیں۔ جس طرح حیوانوں کے سالم بچہ پیدا ہوتا ہے کیا تم نے اُن میں کن کٹے دیکھا ہے پھر یہ آیت پڑھی فطرت الله التی الخ۔ اسی حدیث کو بخاری نے کتاب القدر میں بھی کسی قدر تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ دونوں جگہوں میں لفظ "اسلام" کا نفس حدیث میں کچھ ذکر نہیں ہے۔ خود تقدس مآب نے اپنی تفسیر القرآن میں جو اس کا انگریزی ترجمہ کیا ہے وہاں فطرت کا ترجمہ بجائے "اسلام" کے "سچا مذہب" کیا۔ آپ کا انگریزی ترجمہ یہ ہے:

"Every child that is born conforms to the true religion Literally human nature

"سچا مذہب" اور "اسلام" کے مفہوم میں زمین و آسمان کا فرق ہے ہر ایک شخص اپنے مذہب کو سچا مذہب سمجھتا ہے اور اسلام کو اس کے برخلاف۔ جس طرح کہ اسلام اپنے آپ کو سچا سمجھتا ہے اور باقی کو اس کے برخلاف۔ المختصر نفس حدیث میں اسلام کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ تقدس مآب کی طرف سے آنحضرت پر ایک بہتانِ عظیم ہے۔

اگر نفسِ حدیث میں فطرت کے معنے اسلام کے ہوتے تو کسی کو اس پر دم مارنے کی جگہ نہ ہوتی اور ہر ایک مسلمان اس کو بالراس والعین قبول کر لیتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے معنے اور تفسیر کرنے میں بڑے بڑے ائمہ اعلام کے علیحدہ مطالب ہیں۔ چنانچہ ان میں سے چند کے خیالات ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

(۱) مجمع البحار میں فطرت کی یہ تفسیر کی ہے کہ علی الفطرۃ الفطرۃ الابتداء والاختراع والفطرۃ الحالۃ یرید انہ یولد علی نوع من الجبلۃ والطبع المتہیی لقبول الدین فلو ترک علیہا لاستمر علی لزومہا وانما یعدل عنہا لآفۃ۔ یعنے فطرت کے معنے ابتدا اور اختراع و حالت کے ہیں یہاں پر علی الفطرت سے مراد یہ ہے کہ بچہ ایک ایسی قسم کی جبلت طبیعت پر پیدا ہوتا ہے جو کسی دین کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اگر کوئی آفت درپیش نہ آئے تو ہمیشہ اُس پر قائم رہتا ہے۔

(۲) علامہ سید شریف جرجانی اپنی تعریفات میں لکھتے ہیں کہ الفطرۃ۔ الجبلۃ المتہیئۃ لقبول الدین یعنے فطرۃ اس جبلت کو کہتے ہیں جو کسی دین کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔

(۳) ابن مبارک جو علم حدیث میں اعلیٰ پایہ کے شخص ہیں اس حدیث کے یہ معنے بتلاتے ہیں کہ ان کل مولود یولد علی فطرتہ ای خلقتہ التی جبل علیہا فی علم الله من السعادۃ والشقاوۃ فکل منہم صائر فی العاقبۃ الی ما فطر علیہا و عامل فی الدنیا بالعمل المشاکل لہا فمن امارات الشقاء ان یولد بین یہودیین او مجوسیین فیحملانہ لشقائہ علی اعتقاد دینہما۔

یعنے ہر ایک بچہ خدا کے علم کے مطابق اپنی فطرتی **سعادت یا شقاوت** پر پیدا ہوتا ہے۔ پس ہر ایک ان میں سے عاقبت میں اسی فطرت کے ساتھ پیش ہوگا۔ جس پر وہ پیدا کیا گیا ہے اور دنیا میں اسی کی طرح عمل کیا ہو۔ شقاوت کی علامات میں سے ایک یہودیوں یا مجوسیوں میں پیدا ہوتا ہو۔ کیونکہ وہ اپنے دینی اعتقاد کے سبب سے اسکو شقی بنائینگے۔

میری دانست میں فطرت کی تفسیر پر کافی سے زیادہ لکھا گیا۔ اور تقدس مآب کے برغلط ہونے پر اب کسی ذی بصیرت کو شک باقی نہیں رہ سکتا ہے۔ تاہم مزید تحقیقات کی غرض سے اس امر پر ایک اور پہلو سے روشنی ڈالنے چاہتے ہیں۔ یعنے یہ کہ ہم کچھ دیر تک اس بات کو مان لیتے ہیں کہ **فطرت** سے مراد **اسلام** ہے اور ہر ایک بچہ خواہ اُس کے والدین بُت پرست ہوں یا کچھ اور اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اب ہم تقدس مآب مولوی صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ اگر ایسا بچہ پیدا ہو کر مر جائے تو اس پر کیا حکم ہوگا آیا وہ مسلمان اور پھر معصوم (کیونکہ اب تک کوئی گناہ نہیں کیا ہے) ہونے کی وجہ سے سیدھا جنت کو سدھاریگا یا جہنم کے ایندھن بنیگا؟ چونکہ آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ مسلمان اور معصوم ہے۔ لہٰذا آپ جواب دینگے کہ وہ ضرور جنت میں جائیگا۔ لیکن میں جناب کو بتلانا چاہتا ہوں کہ ایسا بچہ جس کے والدین مشرک ہوں جہنم میں جائیگا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا یہ فرمانا کہ ہر ایک بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے سراسر غلط در اغلط ہے۔ ذیل کی حدیث ملاحظہ ہو۔

عن عائشۃ رضی الله عنہا قالت قلت یا رسول الله ذراری المؤمنین۔ قال من آبائہم۔ فقلت یا رسول الله بلا عمل قال الله اعلم بما کانوا عاملین۔ فقلت فذراری

المشرکین قال من اباۂھم قلت بلا عمل قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین (مشکوٰۃ کتاب الایمان فی القدر)

یعنے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم سے مومنین کے بچوں کے انجام کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے والدین کے تابع ہیں (یعنے جنت میں جائینگے) اس پر میں نے کہا کہ بغیر کسی عمل کے آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔ پھر میں نے مشرکین کے بچوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے والدین کے تابع ہونگے (یعنے جہنم میں جائینگے) میں نے کہا کہ بلا عمل کے آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہو کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔

بخاری میں بھی اس قسم کی دو حدیثیں ابن عباس اور ابوہریرہ سے منقول ہیں وہاں آنحضرت صلعم نے توقف اختیار فرمایا ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اگر مشرکین کے بچے اسلام پر پیدا ہوتے تو آنحضرت بجای سکوت اختیار کرنے کے فی الفور فرما دیتے کہ وہ جنت میں جائینگے۔

(۳) امر سوئم یہ تھا کہ کیا خدا نے لوگوں کو (از روی اسلام) اصل (صحیح) حالت میں پیدا کیا ہو؟ تقدس مآب مولوی صاحب فطر الناس علیھا کا ترجمہ یوں کرتے ہیں جس پر اُس نے لوگوں کو اصل حالت میں پیدا کیا ہے لیکن کچھ آگے بڑھ کر جملہ مذکور کو یوں تبدیل کرتے ہیں "خدا نے تمام انسانوں کو ایک صحیح حالت پر پیدا کیا ہو"۔ ہمیں جملوں کے رد و بدل سے کچھ سروکار نہیں یہاں صرف یہ تبلانا مقصود ہو۔ کہ از روی اسلام خدا نے انسانوں کو ایک صحیح حالت پر نہیں بلکہ دو حالتوں پر جنکو **سعادت** و **شقاوت** کہا گیا ہو پیدا کیا ہو اور یہ کہ **صحیح حالت** پر نہیں بلکہ **سقیم** و **مظلم** حالت پر پیدا کیا ہو ہم اپنے اس دعوٰی کو دو طریقوں سے ثابت کرینگے اول احادیث سے اور دوئم قرآن مجید سے۔ احادیث ذیل ملاحظہ ہوں

(۱) وعن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق والمصدوق۔ ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یومًا نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذالک۔ ثم یکون مضغۃ مثل ذالک ثم یبعث اللہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ و **شقی** او **سعید** ثم ینفخ فیہ الروح فو الذی لا الٰہ غیرہ ان احدکم لیعمل بعمل اھل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینھا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل بعمل اھل النار فیدخلھا۔ وان احدکم لیعمل بعمل اھل النار حتی ما یکون بینہ وبینھا الا ذراع فیعمل بعمل اھل الجنۃ فید خلھا۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

یعنے ابن مسعود کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ہم سے فرمایا اور آپ صادق و مصدوق تھے کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدایش ماں کے پیٹ میں یوں ہوتی ہے کہ چالیس دن بطور نطفہ کے رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون کا لوتھڑا بنتا ہو۔ اور پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے۔ پھر اللہ تعالٰی ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے اور وہ چار باتوں کو لکھتا ہے۔ یعنے اُس کے عمل کو اور اس کی عمر کو اور اس کے رزق کو اور اُس کی **سعادت** یا **شقاوت** کو۔ پس قسم ہے وحدہٗ لاشریک کی تم میں سے کوئی جنتیوں کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا فاصلہ رہتا ہے لیکن اس کا اعمال نامہ اس پر سبقت کرتا ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہتا ہے۔ لیکن اس کا اعمال نامہ اس پر سبقت کرتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے

(۲) حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا حماد عن عبید اللہ بن ابی بکر ابن انس عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وکل اللہ بالرحم ملکا فیقول ای رب نطفۃ ای رب علقۃ ای رب مضغۃ فاذا اراد اللہ ان یقضی خلقھا قال یا رب اذکر ام انثی۔ اشقی ام سعید فما الرزق فما الاجل۔ فیکتب کذالک فی بطن امہ (بخاری کتاب القدر)

یعنے انس بن مالک آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالٰی عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہو جو کہتا ہے اے اللہ اس وقت یہ نطفہ ہے۔ اے اللہ اب یہ خون کا لوتھڑا ہے۔ اے رب اب گوشت کا ٹکڑا ہو پھر جب اللہ تعالٰی اُس کی خلقت مکمل کر دیتا ہے تب وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے پروردگار آیا یہ نر ہے یا مادہ۔ **شقی** ہے یا **سعید**۔ اس کا رزق کس قدر ہے اور موت کب۔ آنحضرت فرماتے ہیں کہ یہ سب باتیں اُس وقت لکھی جاتی ہیں جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں ہی ہوتا ہے۔

(۳) وعن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ خلق خلقہ فی ظلمۃ فالقی علیھم من نورہ فمن اصابہ من ذالک النور اھتدی ومن اخطأ ضل فلذالک اقول جف القلم علی علم اللہ (مشکوٰۃ کتاب القدر)

یعنے عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ خدا نے انسانوں اور جنوں (مرقات) کو ظلمت میں (ای کائنین فی ظلمۃ النفس المجبولۃ بالشہوات



الرحیہ ۔ برحاشیہ) پیدا کیا۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے نور اُن پر برسایا۔ جس پر یہ نور پڑا ہدایت یافتہ ہوگیا۔ اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہوگیا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ خدا کے علم پر قلم خشک ہوگیا۔

اب وہ کون شخص ہو کہ احادیث مافوق کے پڑھنے کے بعد یہ دعوے کرے "کہ خدا نے تمام انسانوں کو ایک صحیح حالت پر پیدا کیا ہو"۔ حدیث نمبر سوم سے تو بیان تک معلوم ہوتا ہو کہ خدا نے تمام انسانوں حتی کہ جنوں کو بھی ظلمت سرشت پیدا کیا ہو۔ کیا یہ ہی فطرت اللہ ہے! کیا اسلام کے عظیم الشان پیغاموں میں سے یہ بھی ایک پیغام ہے!! ہم نے تو صرف اشارۃً ان دو تین حدیثوں پر اکتفا کیا ہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو بکثرت ایسی احادیث پیش کرینگے۔ جنکو پڑھکر ناظرین وجد کرینگے۔ اب ہم قرآن مجید کی طرف رجوع ہوتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں کیا فیصلہ صادر کرتا ہو۔

قرآن مجید میں انسان کی فطری سقم و قبح کے متعلق بہت سی ایسی آیات موجود ہیں جن کو پڑھکر کوئی منصف مزاج شخص تقدس مآب کے سے دعوے نہیں کر سکتا ہے منجملہ ہم صرف ایک آیت پر سردست اکتفا کرتے ہیں وہ آیت یہ ہو۔ یرید اللہ ان یخفف عنکم و خُلق الانسان ضعیفا ۔ اللہ چاہتا ہو کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کر دے۔ کیونکہ انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہو۔

ہم تقدس مآب کی خدمت میں باادب عرض کرتے کہ آپ ہم کو یہ بتلادیں کہ کیا ضعف بھی "ایک صحیح حالت" ہے۔ جو فطرتاً ضعیف ہو۔ آپ اس کو کامل کہہ سکتے ہیں؟ آپ نے اپنی انگریزی تفسیر القرآن میں اس کی یوں تاویل کی ہو کہ "انسان کی ضعیف کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اپنے لئے ایسا راستہ نہیں بنا سکتا تھا جو غلطی سے خالی ہو کہ

اگر انسان میں اتنا بھی استعداد (و نہیں کہ وہ اپنے لئے ایک ایسا راستہ بنائے جو غلطی سے خالی ہو تو اس سے بڑھکر انسان کی بدبختی اور کیا ہو سکتی ہو اور اس کے ناقص ہونے میں اور کیا شک باقی رہ سکتا ہو۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ انسان نے اپنے آپ کو (نہ کہ خدا نے) اس قدر خراب کر دیا ہے۔ کہ اب وہ ایسا کام نہیں کر سکتا ہے جو غلطی سے خالی ہو۔ (باقی آئندہ)

اناودی اشیا

گذشتہ سے پیوستہ

اوپر یہ بھی ذکر ہو چکا ہے کہ پرکرتی تم گنوں کی ہیئت مجموعی ہو اور جیو رجو گنوں کی ہیئت مجموعی اور ایشور ستوگن کی ہیئت مجموعی ہے تو پھر یا وجود جیو اور ایشور کے ایک دوسرے سے الگ رہنے اور باہم پیوست یا مخلوط نہ ہونے کے ایشور کس طرح اپنا ستوگن ۔ اس میں سے کچھ جیو کو دے سکا اگر اُس نے جیو کو اپنا ستوگن دیا کل دیا یا جزو۔ اگر جزو دیا تو ایشور کا ستوگن متجزّہ ہوا اور اُس سے خارج ہو سکتا ہے اور اگر کل دیا تو بھی وہ گن ایشور سے خارج ہوا۔ حالانکہ گن اپنے گنی سے خارج نہیں ہو سکتا۔ خواہ کل طور پر خواہ جزئی طور پر۔ اور اگر کل ستوگن دیا یا اُس کا جزو دیا تو وہ ایشور اپنے کل یا جزو ستوگن سے خالی ہوگیا اور وہ گن ایشور کی عارضی صفت ہوا۔ نیز وہ ستوگن جیو پر عارض ہو کر جیو کا خوطی ہوگیا نہ کہ اُس کی ذات کا عین جو خاصہ صفات کا ہے اور اگر ایشور جیو کو اپنا ستوگن نہیں دے سکتا اور نہ ہی اُسے دیا تو پھر جیو میں ستوگن آیا کہاں سے؟ پھر جب جیو ایشور کی مثل طبیعت میں پاک اور دھارمک ہے تو اُس کا ناپاک اور دھارمک وغیرہ ہونا ناممکن ہو۔ کیونکہ طبیعت یعنی سوبھاؤ ہی پاک اور دھارمک ہو اور یہ ازل سے ہے اور جو ازلی ہے وہ غیر متبدل ہو۔ اس لئے اُس کا ناپاک اور ادھارمک ہونا ناممکن ہو۔ اگر وہ ادھارمک اور ناپاک وغیرہ ہو سکتا ہو تو ایشور بھی ناپاک اور ادھارمک کیوں نہیں ہو سکتا جبکہ ایشور اور جیو دونوں حیثیت بالذات ذی عقل ہیں اور طبیعت دونوں کی پاک اور غیر فانی ہے اور ادھارمک ہے۔ نقط وغیرہ میں دیگر اوصاف حمیدہ بھی شامل ہیں۔

اور اگر کہا جائے کہ چونکہ جیو محدود اور ایشور غیر محدود ہے اس لئے وہ ناپاک اور ادھارمک وغیرہ ہو سکتا ہے اور ایشور نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کمی بیشی جیو اور ایشور میں کیوں ہو۔ جبکہ دونوں حیثیت بالذات اور پاک اور دھارمک بالطبیعت ۔ اور غیر فانی بازماں ہیں۔ یہ عجیب بات ہو کہ ایشور اور جیو ذات اور طبیعت اور زماں میں یکساں ہوں۔ فرق اُن میں کچھ نہ ہو اور پھر ایک غیر محدود اور دوسرا محدود ہو۔ اقتضاء طبعی اور عقلی تو یہی ہے کہ یا تو ایشور اور جیو دونوں ذات طبیعت اور زماں میں غیر محدود ہوں یا دونوں محدود۔ الغرض یہ محالات اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ ایشور اور جیو میں کوئی خاص تعلق اور اس تعلق کا استحقاق بتایا نہیں جاتا۔ جب بجز پرکرتی اور ایشور میں کسی قسم کا تعلق اور اس تعلق کا کوئی استحقاق نظر نہیں آتا تو پھر باقی چیزوں کے ساتھ ایشور کا یا جیو کا یا سب کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق اور اس کا استحقاق کس طرح متحقق ہو سکتا ہے۔ (باقی آئندہ)

راقم ۔ امر سعود از قصور

رنگون میں مسٹر جسٹس ہیگوے نے ہائیکورٹ میں ایک اپیل کا فیصلہ کرتے ہوئے مسٹر اے ری جونز کو بے قصور پاکر بری کر دیا۔ جو کہ پہل لیجس لیٹو کونسل کے ممبر نے اُن کو بنگال ناگ پور ریلوے کو دھوکہ دینے کے الزام میں نو ماہ سخت قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔

(عام)

خبریں

ایک عیسائی مسٹر ڈبلیو سکاٹ ہنڈرسن نے مہاتما جی کو حسب ذیل چٹھی لکھی ہے:

"ڈیر سر۔ معاف کیجئے۔ میں آپ سے ذاتی طور پر شناسا نہ ہونے کی صورت میں آپ کو چٹھی لکھ رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہو کہ میری آپ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اگر آپ سے ملاقات اور گفتگو ہوتی تو میں بہت خوش ہوتا۔ کیونکہ میں نے آپ کی نسبت بہت کچھ پڑھا اور سنا ہے۔

میں نے ایک تازہ ترین تحریر پڑھی ہے جس میں آپ کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے کہ آپ عوام کی بہتری کی خاطر مسلمان ہو جائیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کو میرے آقا اور نجات دلانے والے عیسٰی مسیح سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ بیان جو آپ کی نسبت کیا گیا ہے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ میں نہیں جانتا آپ خود کیا محسوس کرتے ہیں۔ درحقیقت تشبیہ دینے والے نے اس امر واقعہ کو فراموش کر دیا کہ آپ عیسائی نہیں ہیں۔ اور اس لئے قدرتی طور پر آپ عیسٰے جیسے نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھئے عیسٰی کی تعلیم کا انجام خونریزی کبھی نہیں ہوا۔ اگر آپ دنیا کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہو کہ آپ عیسائی بن جائیں۔ عیسٰی نے کہا تھا "میں ہی رستہ میں ہی صداقت میں ہی زندگی ہوں۔ کوئی شخص خدا سے بغیر میرے توسط کے نہیں مل سکتا"۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا اطمینان چاہیئے۔"

شملہ ۲۸ اگست۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں ممبر کونسل (یو۔پی) لیکچرار سیاسیات الٰہ آباد یونیورسٹی نے اصلاحاتی تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے شہادت دیتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ صوبجات کو مکمل خود مختاری دینی چاہیے۔ لیکن آپ نے اس امر پر بھی زور دیا کہ اگر فرقہ وارانہ نیابت کا طریق انتخاب منسوخ کر دیا تو ملک میں مختلف فسادات ہونگے

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ نے ایک ملاقات کے دوران میں اپنی ابتدائی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب میں پہلی بار آیا تو کئی ہفتوں تک روزگار کی تلاش میں ادھر ادھر مارا پھرتا رہا۔ جب میں تھوڑی سی تنخواہ پر نوکر ہو گیا تو میں نے نہایت کفایت شعاری کے ساتھ زندگی بسر کرنی شروع کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قسم کے اخراجات کے بعد میں نے اتنا روپیہ بچا لیا کہ میں تعطیل منانے کے لئے گھر جانے کے قابل ہو گیا میں ان دنوں میں چائے کبھی استعمال نہیں کی۔ میری خوراک پر دو یا تین پنس سے زیادہ خرچ نہیں آتے تھے۔ بعد ازاں مجھے نیشنل لبرل کلب کے چیف سکریٹری کی پرائیویٹ سکریٹری شپ ملگئی۔ اور وہ زمانہ تھا جب سے میں نے عروج کے زینہ پر چڑھنا شروع کیا۔

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ کی بیوی اپنی ابتدائی زندگی میں بہت معمولی حیثیت کی عورت تھیں۔ وہ ایک دوکان میں ملازم تھیں اور وہاں کے کام سے فارغ ہونے کے بعد بچوں کو کھلاتی اور اپنے خاوند کی کتاب کے پروف پڑھا کرتی تھیں۔ وہ نفیس لباس کبھی نہیں پہنتی تھیں۔

لاہور ۳۰ اگست کی خبر ہے کہ کل ڈیڑھ بجے رات کے قریب ملتان ریلوے لائن پر شرقپور سٹیشن اور میرو ادھعانی سٹیشن کے درمیان دو مسافر گاڑیوں کا خوفناک تصادم ہوا۔ نقصانات جان مختلف اعداد شمار میں شائع ہوئے ہیں۔ بندے ماترم لاہور میں اموات و زخمیوں کا شمار ریل رفعہ پر نے تین سو اموات اور اتنے ہی زخمی شائع ہوا تھا یکم ستمبر ۲ ستمبر میں ۹۲ نفوس کی اموات اور ۱۰۴ زخمی بتلائے گئے ہیں۔ پھر بندے ماترم ۴ ستمبر میں اموات ۶۰۰ اور زخمی یکصد قریب بتلائے گئے ہیں۔ انگریزی اخبارات میں نقصان اردو اخبارات کی نسبت کم بتلایا گیا ہے۔ اس میں کلام نہیں جان و مال کا نقصان کثیر ہوا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ جنوبی ہند کے سیلاب زدگان کے لئے مہاتما جی نے اس وقت جو روپیہ جمع کیا ہے اسکی میزان ۲۲ ہزار ۳۶۱ ۵۷ روپے ۱۵ ۶ پائی ہے۔

بمبئی ۳ ستمبر (۱۰ بجے صبح) ایک معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مہاتما گاندھی جی نے پنڈت موتی لال نہرو اور دیش بندھو داس کو دو چار دن ہوئے ایک خط لکھا ہے کہ مہاتما جی اپنے سارے بائیکاٹوں کو ترک کر دینے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ کانگرس میں حق رائے دہندگی اس شخص کو موجود دو ہزار گز سوت ماہانہ کاتے نہ کہ بہ چندہ سالانہ جیسا کہ موجودہ قاعدہ ہے

ٹرونڈرم ۲ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ٹرونڈرم اور ٹراونکور ریاست کے تمام دیگر جیلخانوں کے منفیہ نام ستیہ اگرہی قیدی جو ویکم ستیہ آگرہ کے سلسلہ میں قید کئے گئے تھے۔ مہارانی صاحبہ کے فرمان شاہی کے مطابق رہا کر دیئے گئے ہیں۔

سیلم ۲ ستمبر۔ جنوبی ہند کے سیلاب زدہ علاقہ میں مصیبت زدگان میں تقسیم کرنے کے لئے مہاتما گاندھی جی نے شری یت راجگوپال اچاریہ کو ۹ ہزار روپیہ کا کپڑا ارسال کیا ہے۔ اس کام کے سلسلہ میں شری یت راجگوپال آچاریہ کالی کٹ روانہ ہو گئے ہیں۔

کلکتہ ۲ ستمبر۔ بنگال پراونشل کمیٹی نے بدیشی کپڑے کا بائیکاٹ کرنے کے متعلق جو رزولیوشن پاس کیا ہے اس کے سلسلہ میں کلکتہ میں بکثرت جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ جن میں لوگوں سے



درخواست کی جارہی ہے۔ کہ وہ غیر ملکی کپڑے کو پھینک دیں۔ صوبہ بھر کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں بھی ایسے جلسے منعقد کرنے کے متعلق انتظامات ہو رہے ہیں اور آئندہ "ایام پوجا" کو مدنظر رکھ کر لوگوں سے درخواست کی جارہی ہے کہ غیر ملکی کپڑے کی فروخت کو بند کر دیا جائے۔

کابل سے آمدہ خبریں مظہر ہیں کہ وہاں ایک ہندوستانی کرنل عزیز اللہ خاں نے ایک قسم کا بم ایجاد کیا ہو۔ جس کا دھماکا بہت خوفناک ہوتا ہو انہوں نے بندوق کا پوڈر بھی ایجاد کیا ہو جو انگریزی پوڈر سے بہتر ہے (بندے ماترم)

کلکتہ ۳ ستمبر۔ اس ٹیلیفون کارپوریشن نے گورنمنٹ ہند سے منظوری حاصل کرلی ہے کہ وہ نرخ پیغام رسانی کو جاری کردے

مدراس ۲ ستمبر۔ مالابار میں ساحل سمندر پہ ایک موضع سنیاقی سے ایک خوفناک غرقابی کشتی کی اطلاع آئی ہے۔ تقریباً ۵۰ قلی جو ایک جہاز پر کام کرتے تھے اس کشتی میں بیٹھ کر ساحل کی طرف آرہے تھے۔ لہروں کے زور کی وجہ سے کشتی ڈوب گئی ۲۰ آدمی غرق ہوگئے ہیں۔ باقی بچالئے گئے

جینوا یکم ستمبر مسٹر رڈنا (سوئٹزرلینڈ) لیگ اقوام کے صدر منتخب ہوگئے ہیں۔ ایم ہانس اور مسٹر ہیرتی یہاں پہنچ گئے ہیں۔ ان کی حاضری ظاہر کرتی ہے کہ لیگ اہمیت پکڑ رہی ہے۔ اول الذکر نے کہا کہ اسلحہ کو کم کرنا مشکل ہے۔

لندن یکم ستمبر۔ مسٹر میکڈانلڈ آج جینیو کو روانہ ہوگئے ہیں۔ لیگ اقوام اہمیت پکڑ رہی ہے۔

لندن یکم ستمبر بیان کیا جاتا ہے کہ کیانگسو کے فوجی گورنر نے شنگھائی پر ایک لاکھ آدمیوں سے حملہ کرنے کو تیار ہے۔ اس کے پاس ہوائی جہاز بھی ہیں جنکے رہنما ودیشی لوگ ہیں۔

جھگڑا شروع ہوگیا ہے اور پیکن سے ریلوے کی آمد و رفت کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔

ضلع مظفرگڑھ کے ایک موضع میں ایک پبلک جلسہ کیا گیا۔ جس میں گورنمنٹ سے درخواست کی گئی ہے کہ دو سال تک روپیہ لوگوں کو بغیر سود دیا جائے۔ مالیہ معاف کیا جائے اور مسمار شدہ مکانات بنوائے جائیں۔ بہت سے اصحاب کے دستخطوں سے ایک درخواست گذاری گئی ہے۔ (بندے ماترم)

سرکاری کی طرف سے عام طور پر اطلاع دیگئی ہے کہ ایلومینیم کی اٹھنیوں کا چلن یکم اکتوبر ۱۹۲۲ء سے بند کر دیا جائے گا۔ جن لوگوں کے پاس یہ اٹھنیاں موجود ہوں وہ انہیں سرکاری خزانے میں داخل کردیں اور ان کے عوض چاندی کی نئی اٹھنیاں حاصل کرلیں یکم اکتوبر ۱۹۲۲ء تک عام طور پر سرکاری خزانے ایلومینیم کی اٹھنیاں واپس لیتے رہیں گے۔ لیکن اس میعاد کے بعد خاص مقامات کے خزانوں کے سوا باقی سب خزانے واپس لینے سے انکار کرینگے۔ یاد رہے کہ ایلومینیم کی چونیاں دونیاں اور اکنیاں برابر چلتی رہینگی۔

اس میں شک نہیں کہ ایلومینیم کی اٹھنیوں کا چلن بند کرنے سے گورنمنٹ عوام کی ایک خواہش کو پورا کیا ہے۔

اڈن کتھولا ہوائی جہاز اب عام طور پر سفر اور باربرداری کے واسطے استعمال ہونے لگا ہے۔ پیرس سے لندن برلن یا برسلز یا لندن سے برلن یا برسلز یا برسلز یا برلن سے کسی مقام پر اور ایسے ہی اور کئی جگہوں پر ہوائی جہاز آتے رہتے ہیں اور اس سلسلہ کو بڑھا رہے ہیں۔ یہاں تک امید کی جاتی ہے کہ جلدی ہی انگلستان اور ہندوستان کے درمیان بھی ہوائی سلسلہ قائم ہونے والا ہو۔ اور پانچ دن کے اندر بمبئی سے ہوائی جہاز میں بیٹھ کر ولایت پہنچ جایا کرینگے۔ کرایہ ابھی زیادہ ہے۔ مگر خرچ سوائے پٹرول کے اور زیادہ نہیں ہے۔ سڑک ترقی پاتی ہے۔ پیرس سے لندن تک ۸۰ روپیہ کے قریب کرایہ ہے جبکہ ریل درجہ اول کا کرایہ ۴۰ روپیہ کے قریب ہے۔ ایک آدمی کے ساتھ ۵ سیر وزن مفت ہے۔ باقی کا کرایہ دینا پڑتا ہے بعض لوگ قیمتی مال بھی ہوائی جہازوں کے ذریعہ بھیجنے لگ گئے ہیں۔ (بندے ماترم)

حیدرآباد سندھ ۲۸ اگست گذشتہ چند دنوں میں چار شادی شدہ لڑکیوں نے اپنے پارچات میں آگ لگاکر خودکشی کرلی ان واقعات بد کے رونما ہونے کی وجہ خانگی تنازعات ہیں جو دینی یعنی جہیز کی نامراد رسم سے پیدا ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض آگ کی طرح پھیل رہی ہے۔ اس شہر کے معززین اس وبا کو روکنے کی سعی میں ہیں

پنجاب گورنمنٹ نے سرخ بنگال کا اشتہار بندے ماترم اور گورکھی کا پمفلٹ تیز رنگ ارتقات درد بھری کہانی مصنفہ بھائی رودھا سنگھ بحق ملک معظم ضبط قرار دیے ہیں۔

کلکتہ ۲۶ اگست۔ ہوڑہ ریلوے سٹیشن پر ایک اینگلو انڈین کو گرفتار کیا گیا ہے۔ جو ۴ ہزار کی افیون لے جا رہا تھا۔ پولیس تحقیقات کررہی ہے۔

لاہور ۲۸ اگست ایک کالج کے طالب علم بخت سنگھ پر ایک عینک بجھا ایک سبابی۔ دریاں۔ میز پوش وغیرہ ایک دوکان سے چرانے کے الزام میں مسٹر وہ فی مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں مقدمہ شروع ہوا۔ چند گواہاں استغاثہ کے بیان ہوئے۔ اگلی پیشی پر صفائی پیش ہوگی

بنگال سمعر "بیٹھے کرنا" رقمطراز ہے کہ

بمبئی سے خبر آئی ہے کہ پور بندر میں ایک ایسی لڑکی پیدا ہوئی ہے جس کے ماتھے پر دو سینگ ہیں

دنیا میں سب سے چھوٹی کتاب برٹش

عجائب گھر کے ایک الگ کونے میں محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ یہ چھوٹی کتاب ایک آدمی کے انگوٹھے سے زیادہ چوڑی نہیں ہے۔ لیکن باوجود اس کی چھوٹائی کے یہ بہت خوبصورتی سے تیار کی گئی ہے۔ چھپائی کے ہنر کا عجیب نمونہ ہے۔

یہ نہایت ہی باریک کاغذ کے ۱۰۰ صفحات کا مجموعہ ہے۔ اور نقش اور نہایت ہی عمدہ لکھائی کا کام رنگ میں چھپا ہوا ہے۔

کتاب کا پورا پورا قد اگر باہر کے سرون کی پیمائش کریں تو ۱ انچ لمبا اور ½ انچ چوڑا ہے۔ اس پر ۱۳۰۴ء تاریخ لکھی ہے اور اس طرح سے وہ ۵۰۰ سال کی پرانی ہے

ضرورت ۲/۴

جبلپور سی۔ ایم۔ ایس اینگلو ورنیکلر مڈل سکول کے لئے ایک میٹرک ٹرینڈ مسیحی استاد کی ضرورت ہے جو ہندی اور اردو کی معقول لیاقت ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ۷۵ روپیہ ماہوار ملیگی درخواست کنندگان کو اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر روانہ کرنا چاہیے۔

پادری ایف۔ ڈی۔ او۔ رابرٹس
سکریٹری سی ایم۔ ایس جبلپور

دنیا کا سب سے پرانا اخبار۔ بہت گہری تحقیقات کے بعد معلوم ہوا ہے کہ آج سے ۱۰۰۰ سال پہلے چین میں کن نام کا ایک اخبار نکلتا تھا۔

یہ اخبار آجکل بھی شائع ہو رہا ہے اور وہاں کا سرکاری اخبار ہے۔ اس میں سرکاری اعلان وغیرہ شائع ہوتے ہیں۔

اردو کتابیں

صنعت و دستکاری کی ترقی ہندوستان کی ریشم لوہے اور شیشے کے کارخانوں کے متعلق مفید بیان اور ہندی تجارت کی توسیع صفحہ ۴۳ ۲ /

ستیارتھ پرکاش درپن۔ پنڈت دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بائبل مسیح اور مسیحیت پر جو حملے اور اعتراضات کئے گئے ہیں اُن کا دندان شکن جواب اور مسکت جواب صفحہ ۲۹۹ ۸ /

صحت جسمی صحت کو قائم اور مکان کو پاک و صاف رکھنے کی نسبت مفید ہدایات صفحہ ۶۱ ۴ /

صراط المستقیم۔ خدا اور انسان کے رشتہ اور مسیح کی الوہیت کے متعلق مسیحی و محمدی مذہب کے بیانات صفحہ ۹۰ ۸ /

سوسرج پرکاش کی سرگذشت۔ ایک ہندو کے مسیحی دین کو قبول کرنے کا تذکرہ کہانی کے طور پر صفحہ ۱۲۵ ۴ / نشف مجلد ۱۲ / ۱ /

تلاشِ حق۔ سچے مسیحیوں کی زندگی کی تاثیرات اور ان کے نیک نتیجے ایک کہانی صفحہ ۱۲۵ ۶ /

تناسخ کا کھنڈن } مسئلہ آواگون کی قابل
مسیحیت کا منڈن } وید تردید صفحہ ۳۰ ۲ /

تیرتھ۔ اہل ہنود کے تمام تیرتھوں کے عجیب و غریب اسرار و حالات صفحہ ۳۲ ۱ /

اصول و فروغ مسیحیوں کے انجیلی عقائد و فرائض کے اصول صفحہ ۱۰۴ ۸ / مجلد ۱۲ /

ویدوں کی اصل۔ وید کب۔ کہاں اور کس طرح پیدا ہوئے۔ ہندوؤں کے مختلف بیانات صفحہ ۴۸ ۱ /

یسوع مسیح کون تھا۔ پادری نارمن میکلوڈ صاحب کا ترجمہ از معلومات رسالہ۔ صفحہ ۴۰ ۱ /

سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق سوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنما تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ لوہ ڈونگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کی اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے

شرح فیس لوئر پرائمری میں فی طالب علم ۵ھ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری کم ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار رہتا ہے علاوہ ازیں جرکشا ۱ھ سے ۱ لہ تک کرد وکول ۸ھ سے ۶ھ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔



۱۹۰۲ء میں ہم لاہور سنٹرل ٹریننگ کالج میں پڑھتے تھے کہ خداوند نے ہم کو یہ لڑکی بخشی۔ اس کے ننہال نے اس کا نام ایوی ازبیلا رکھا۔ بکثرت اسے چھوٹی گڑیا پُکارا کرتے تھے۔ اس نے ملتان میں پرورش پائی اور وہیں سٹیشن اسکول میں انگریزی مڈل پاس کیا۔ اول درجہ کی محنتی اور فرمانبردار لڑکی تھی۔ اس کے بعد ہم نے اسے لامارٹینز کالج لکھنؤ میں داخل کر دیا۔ وہاں پر یہ ایسی ہر دلعزیز ہو گئی کہ اسکول کی پرنسپل صاحبہ اسے اپنے اسکول سے ڈیڑھ دو دن نہ آنے دیتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے سمجھایا کہ ایوی جیسی پیاری لڑکی کو ضرور کسی دیسی اسکول میں تعلیم دلاؤ۔ ایوی مرحومہ کی خواہش بھی یہی تھی۔ کہ سینیر کیمبرج کے بعد وہ خداوند کی خدمت میں مصروف ہوں۔ Daddy صاحب سے ملکر اپنے پیارے مہاتما فرنیک صاحب کے زیر سایہ کرے۔ مہاتما جی نے اسے اپنی بیٹی بنا رکھا تھا اور ساڑھی و دیسی لباس پہننے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ وہ اس کے مخالف تھے کہ ہم اپنی پیاری ایوی کو میڈیکل کالج لودھیانہ میں داخل کرتے۔ مگر یہ داخلہ جھٹ پٹ ہی ہو گیا۔ ایوی کی والدہ سخت بیمار ہو کر لودھیانہ چلی گئیں۔ ایوی نے ایسی تیمارداری کی کہ سب مرحومہ کا لوہا مان گئے کہ یہ لڑکی واقعی ڈاکٹری کے لائق ہو۔ جھٹ ڈاکٹر براون صاحبہ نے اپنے قبضے میں اسے میڈیکل کالج میں داخل کر لیا۔ مہاتما جی ہم سے ناراض ہو گئے۔ دو ہی ماہ میں تمام کالج سٹاف اور نرسز وغیرہ مرحومہ کی دوست بن گئیں اور ہر ایک خوش و خرم تھا کہ ایوی ڈاکٹر بنکر خداوند کی خدمت مفت کریگی۔ مرحومہ کو کبھی ہم نے غصے ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ ہر وقت خوش رہنا اور ہر قسم کی مصیبت کو خوشی سے قبول کرنا یہ آپ کا وطیرہ تھا۔ ایک دن کسی تپ دق والی عورت کا اپریشن کیا اور طبیعت بگڑ گئی۔ تھوڑے ہی دن میں ہلکا سا بخار آنے لگا۔ پرنسپل صاحب نے

لکھا کہ انفلوئنزا ہے۔ ہم لودھیانہ جا کر بیٹی کو لے آئے ڈاکٹروں کو دکھلایا کسی نے نہ کہا کہ پھیپھڑے کمزور ہیں ورنہ جو کچھ اپنی بساط تھی کرتے۔ گھر آکر جو آرام کیا اور دودھ۔ گھی۔ مکھن۔ پھل وغیرہ کھائے تو چہرہ پر کچھ رونق آگئی اور طاقت بھی دن بدن آنے لگی۔ آپ کی بڑی بہن جو اٹیچسن اسکول ملتان میں پرنسپل ہیں اُن کی طرف سے تار آیا کہ ایوی کو اُس کے بھائی کے ساتھ بھیجدو۔ نا معلوم یہ کونسی منحوس گھڑی تھی کہ مرحومہ کو ملتان بھیجدیا۔ دن بدن کمزور ہوتی گئیں۔ بہن نے تمام قسم کے علاج کئے کئی ڈاکٹر ہر روز دیکھنے آتے تھے۔ آخرش جب زندگی کے دن پورے ہونے لگے تو ۲ جولائی کے آخر میں اُس مرحومہ کو لیکر آپ گوجرانوالہ آگئیں۔ جب ایوی کو ہم نے جو اس کے والد ہیں دیکھا تو ہم فوراً سمجھ گئے کہ اب خیر نہیں۔ مطلع کا شعر فوراً زبان سے نکل گیا۔ دعائیں اور مناجاتیں۔ دوائی دارو۔ تیمارداری غرضیکہ ہر طرح کی کوشش کی گئی۔ مگر اس بیچاری کے دن پورے ہو چکے تھے۔ ۱۸ اگست اتوار کے دن آپ نے ہم سب کے ساتھ عبادت کی اور ۱۲۱ - ۱۰۸ - ۱۱ زبور گائے۔ تمام دن خود ہنستی رہیں اور جو پاس بیٹھے تھے اُن کو ہنساتی رہیں کہ یکایک چار بجے دانتوں میں درد شروع ہو گیا۔ رات بھر ہم درد سے بیکل رہے یہ بیچاری جو خود نیم جان تھی بار بار ہماری درد کی بابت پوچھتی اور دوائیاں تجویز کرتی رہی۔ جان تو رات ۱۱ بجے سے ہی نکل گئی تھی۔ مگر صبح تک باتیں کرتی رہیں صبح ہوتے ہی ہم کو پاس بلا کر فرمانے لگیں کہ پاپا ڈیر آپ کی درد کیسی ہے۔ بہتر ہے دانت نکلوا دو۔ ہم نے جواب میں کہا پیاری بیٹی ایوی تجھے اپنے دکھ کا فکر نہیں ہمارا فکر ہے۔ ہم اب منشی بشیر الدین صاحب کے ہمراہ ہسپتال دانت نکلوانے جا رہے ہیں یہ سنکر اپنا بہت سے زیادہ ٹھنڈا ہاتھ ہمارے گلے میں ڈال دیا اور ہم سے پیار کرنے لگی۔ اور بوسہ دیکر کہا اچھا پاپا ڈیر جاؤ بہت جلدی آجانا

ہم بادیدۂ تر منشی بشیر الدین صاحب کے ہمراہ زنانہ ہسپتال چلے گئے۔ ہماری عدم موجودگی میں ۸ بجے صبح نہایت ہی دھیمی آواز سے اپنے بھائی سیسل کو بلا کر کہا بسی سسی سموسے کھانے کو دل چاہتا ہے۔ وہ فوراً سموسے لینے چلا گیا۔ پھر اپنی بڑی بہن کو بلا کر کہا کہ بائبل پڑھو اور میرے لئے اور پاپا کی دانت درد کے لئے دعا مانگو۔ جب سب دعا مانگ چکے تو سموسے آگئے تھے۔ ایک سموسے کو اپنے پیارے لبوں کے نزدیک لیجا کر منہ سے لگا کر دانت سے ذرا سا چرکا۔ ما وہ حلق میں اٹک گیا۔ پانی پانی آواز نکلی بس سموسے کے ٹکڑے کا اندر جانا تھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ میری جوان بیٹی مجھے ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دیگئی ہے۔ مجھے ہسپتال میں اس لئے دیر لگ گئی کہ منشی بشیر الدین صاحب وہ کمرہ دیکھنے چلے گئے جہاں پر یہ پیاری ایوی اُن کے بیٹے کی تیمارداری کیا کرتی تھی۔ ہم جب واپس آئے تو ایوی میٹھی نیند سو رہی تھی۔ اُسی وقت باران رحمت نے استقبال کیا۔ تمام دن خوب بارش ہوتی رہی۔ جناب سردار پادری بوٹا سنگھ صاحب نے جو مرحومہ کو بہت ہی پیار کرتے تھے۔ فوراً ہی کفن دفن کا انتظام کر لیا۔ جالندھر سے جناب پادری خیر اللہ صاحب اور مسٹر رام سروپ جی آگئے بوجہ بارش سواری کا انتظام نہ ہو سکتا تھا۔ نہلا دھلا کر جب پلنگ پر ایوی کی لاش رکھی گئی تو کہرام مچ رہا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ بڑے کی شادی کے جشن میں شریک ہونے کے لئے میری بیٹی ریشم میں ملبس ہے۔ اور اپنی شہزادی خداوند مسیح کی گود میں جائیگی۔ آنسو آنکھوں سے ہی جم گئے تھے۔ بوقت ۶ بجے شام نماز جنازہ سٹیٹ قبرستان میں پڑھی گئی اور پادری سردار بوٹا سنگھ صاحب نے اپنی پیاری کے لئے نماز جنازہ ادا کی۔ جنازہ پر جناب چیف منسٹر صاحب بہادر جناب سردار بخشی پردمن سنگھ صاحب بہادر جرنیل۔ جناب سردار

بھگوانداس صاحب ریٹائرڈ جج چیفکورٹ۔ جناب سردار درگاداس صاحب بہادر شیرال دو کلا معززین شہر موجود تھے۔ اپنے ہاتھوں سے ہم نے اپنی پیاری کو سپرد خاک کرکے کہا کہ:۔

مزارِ غریباں "تاسف کی جا ہے
وہ سوتے ہیں پھرتے جو کل جابجا تھے

مرحومہ ہر وقت ہر بیماری کی خدمت کو تیار تھی۔ گھر کا تمام دھندہ کرنے سے اُسے کبھی شرم نہ آتی تھی۔ ولیس وانگریزی طریق سے کھانا پکانا سے واقف تھی۔ اُس نے کبھی کسی کا دل کوئی دل آزار بات کہکر نہ دکھایا تھا۔ اپنی تلاوت کلام اللہ اور دعا کی اس قدر پابند تھی کہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا جو اُس نے ایک دن بھی ناغہ کیا ہو۔ جب کبھی ہم نے سیالکوٹ کنونشن پر جانا۔ مرحومہ ہمیشہ ساتھ جانے کو تیار رہتی۔ سچ ہے جن میں ایسی نیک صفات ہوتی ہیں اُن کو خداوند جلد اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ اپنے پیارے اخبار سی۔ ای کو اس قدر پیار کیا کرتی تھیں کہ خود اپنے پیارے ہاتھوں سے بنڈل بنا کر نام خریداران لکھنے۔ اور کوشش سے سی۔ ای کے مضامین کو پڑھا کرتیں۔ صلح کل تھیں۔ ایک دفعہ لودھیانہ میں جب ہمیں مسٹر لچھمن سنگھ کے مقدمہ کی تاریخ پیشی پر جانا پڑا تو مرحومہ بھی ساتھ کچہری گئیں۔ ہم مطلب نہ سمجھے۔ کچہری میں ہم سے فرمانے لگیں۔ پاپا مسیحیوں کو اچھا نہیں کہ ہم عدالتوں میں آکر مقدمہ بازی کریں۔ میں مسٹر لچھمن سنگھ کو بلا لاتی ہوں۔ ہم نے کہا نا۔ نا مرحومہ نے ٹانگہ ہی میں ہمارے ساتھ دعا مانگی۔ بعد دعا کیا ہُوا کہ مسٹر لچھمن سنگھ نے ہمارا کوٹ پکڑ کر کہا یار ہوز آجانے دے۔ اب معاف کردے دوبروں کے کہنے سے کیوں زیادہ۔ اور وقت خراب کرتے ہو۔ ہم سمجھ گئے کہ مرحومہ کی دعا سنی گئی۔ فوراً اُسی ٹانگہ میں ہم واپس آگئے اور عدالت کا منہ تک نہ دیکھا۔ مرحومہ گھر میں آئینہ وشمع چراغ تھی۔ گھر اور خانہ ان کا زیور تھی۔ پھول تھا کھلا مگر جلد مرجھا گیا۔ ہستی سے علیحدہ ہو کر گریڑا۔ اب اپنے خدا باپ کے پاس سدھوں کی خدمت کررہی ہو۔ خداوند اس مرحومہ کو غریق رحمت کرے۔ امید ہے کہ اس کے باقی بہن بھائی بھی اپنی پیاری مرحومہ بہن ایوی ونبیلا کی ہر بات میں تقلید کرینگے۔ اور مقدم فرض خداوند کی خوشنودی کو سمجھینگے اور ہمیشہ اپنی کلیسیا کے وفادار خادم رہینگے۔ ناظرین آپ سے استدعا ہو کہ ہم دونوں کے لئے دعا کریں کہ خداوند جو تسلی کا چشمہ ہو ہم کو تسلی اور صبر اور اطمینان دیوے۔

گل کو کیا رونق ہے تو اے بُلبُل
یہ گلستاں ہی نہیں رہنے کا
وہی سمجھیگا میرے زخم دل کو
جگر جس کے اک ناسور ہوگا۔

زمیں پر سے زیر زمیں کچھ نوٹ جا
کہ آنا نہیں پھر دوبارہ زمیں پر

فقط ایک افسردہ اور رنجیدہ دل باپ ایم۔ این ہوز وکیل کپورتھلہ۔

شکریہ

ہماری دختر نیک اختر مس ایوی ونبیلا ہوز کی ناگہانی اور بے وقت جوانا مرگ موت پر ہمارے بہت سے دوستوں نے ہمدردی کے تار دیئے اور خطوط لکھے ہیں۔ اُن سب کا جواب ایک ہی وقت لکھنا مشکل ہے۔ ہم ان سب کے اس دلی ہمدردی کے لئے شکر گذار ہیں اور کوشش کرینگے کہ فرداً فرداً بھی شکر گذاری بذریعہ جواب خط بجالائیں۔ ع

گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

آپ کا خادم

افسردہ دل ایم۔ این۔ ہوز۔ کپورتھلہ۔

نور افشاں کے لئے مضمون لکھتے صفحہ کے ایک طرف لکھنا چاہیئے۔

سیالکوٹ کنونشن

۲۵ ستمبر تا یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء

کنونشن کی سنٹرل کمیٹی کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سیالکوٹ میں ہونے والے اجلاس کے ۱۴ و ۱۶ ستمبر خاص دعا کے لئے مقرر کئے گئے ہیں اور عرض ہو کہ مندرجہ ذیل باتیں دعاؤں میں پیش کیجائیں

۱۔ چیرمین۔ پادری ولیم ڈگلیٹی صاحب

۲۔ بائبل کا مطالعہ پیش کرنے والے اصحاب۔ پروفیسر لبھو مل ڈاکٹر ایم۔ ایم براؤن۔

۳۔ انگریزی خوانوں کی میٹنگوں کے لیکچرار۔ پادری ای۔ دی کلیمنٹس وپادری ایف۔ جے میچل ڈاکٹر ولیم ایونز رسابق لیکچرار موڈی بائیبل انسٹیٹیوٹ شکاگو۔ امریکہ)

۴۔ دوپہر وشام کی میٹنگوں میں بولنے والے اصحاب پادری عبدالحق وپادری تمچند وساد ھو سندر سنگھ۔

تمام پاسبانوں و دیگر مسیحی جماعتوں و حلقوں کے رہنماؤں سے درخواست کی جاتی ہے کہ سیالکوٹ کنونشن کو ۱۴ و ۱۶ ستمبر کی عبادتوں کا خاص حصہ جانیں

"وہ میرا نام لینگے۔ اور میں انکی سنونگا"

اشتہار

مستورات اور لڑکیوں کے لئے موزے سوتی سیاہ وسفید رنگ اور دیگر رنگوں کے قیمت فی جوڑا ایک روپیہ۔ جس نے منگانے ہوں وہ دو مشن انڈسٹری مشن ہری پور ہزارہ این۔ ڈبلیو ایف۔ پی کے مینیجر درخواست کریں۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ ورنہ عدم تعمیل شکایت معاف

مینیجر

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پرنٹر چھپا!